رسائل و مسائل

سات زمینیں اور انکی آبادیاں

ایک صاحب لاہور سے لکھتے ہیں :-

"براہ کرم مندرجہ ذیل علمی استفسارات پر اپنی مفصل تحقیق شائع فرما کر ممنون فرمائیے۔

۱- روایت سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم و آدم کآدم کم و نوح کنوحکم و ابراہیم کابراھیمکم و عیسیٰ کعیسیٰ میں سبع ارضین سے کیا مراد ہے۔ اور ان ساتوں زمینوں میں زمین وار نبی ہونے کا کیا مطلب ہے؟ نیز ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرما کہ آیا یہ ساتوں زمینیں اسی کرہ ارض پر واقع ہیں یا کیا؟ اور انبیاء متذکرہ بالا کے مثل آیا پیدا ہو چکے ہیں یا آگے چل کر پیدا ہونگے۔

۲- بروایت تمیم داری ترمذی میں ہے فقال اخبرونی عن عین زغر اس روایت میں کونسا چشمہ مراد ہے۔ مروجہ اٹلس میں ہم اسے کہاں سمجھیں"!

ترجمان القرآن۔ سوال اول میں جس حدیث کا ذکر کیا گیا ہے اس کے مضمون کا ایک حصہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ سورۂ طلاق کے دوسرے رکوع میں ہے :-

اللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الۡاَرۡضِ مِثۡلَہُنَّ

وہ اللہ ہی ہے جس نے پیدا کیے سات آسمان اور انہی کے مثل زمین کی قسم سے۔

اسی آیت کی تشریح حدیث میں کی گئی ہے کہ سات زمینیں اور ہیں جن میں سے ہر ایک میں تمہارے آدم جیسا ایک ایک آدم اور تمہارے نبی جیسا ایک ایک نبی ہے۔ ابن جریر نے یہ حدیث

شعبہ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحیٰ عن ابن عباس کے طریق سے روایت کی ہے اور اس میں مختصراً صرف اتنا ہے کہ فی کل ارض مثل ابراھیم ونحو ما علی الارض من الخلق ۔ حاکم اور بیہقی نے اس کو عطاء بن السائب عن ابی الضحیٰ کے طریق سے روایت کیا ہے اور اس میں یہ بیان ہوا ہے کہ :۔

فی کل ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراھیم کابراھیمکم وعیسیٰ کعیسیٰ ونبی کنبیکم۔

ان میں سے ہر زمین میں ایک آدم ہے تمہارے آدم کی طرح اور ایک نوح ہے تمہارے نوح کی طرح اور ایک ابراہیم ہے تمہارے ابراہیم کے مانند اور ایک عیسیٰ ہے عیسیٰ کے مانند اور ایک نبی ہے تمہارے نبی کے مانند ۔

ان دونوں روایتوں کی اسناد صحیح ہے اور رواۃ ثقہ ہیں۔ قرآن سے بھی ان کا مضمون مختلف نہیں۔ اور کوئی بات عقل کے بھی خلاف نہیں۔ مدعا صاف طور پر یہ ہے کہ جس طرح تمہارے اس کرۂ ارض پر آبادی ہے اسی طرح دوسرے کروں میں بھی آبادیاں ہیں اور وہاں بھی اسی طرح انبیاء کی بعثت کا سلسلہ جاری ہے اور جس شان کے نبی تمہارے ہاں آئے ہیں ویسے ہی ان کے ہاں بھی آئے ہیں۔

اس میں شبہ کا محل اگر کوئی لفظ ہے تو وہ لفظ ارض ہے۔ ارض کا اطلاق کرۂ زمین پر ہوتا ہے، اس سے لوگوں کو خیال ہوا کہ سات زمینوں سے مراد شائد زمین کے سات طبقات ہیں لیکن یہاں ارض کا لفظ اس خاص کرۂ خاکی کے معنی میں استعمال نہیں ہوا ہے۔ بلکہ جائے قرار ہونے میں زمین کے مشابہ ہونے کی حیثیت سے دوسرے کروں کو بھی ارض کہدیا گیا ہے۔ اور اس میں ایک بڑی مصلحت ہے۔ یہ بات اس زمانہ میں فرمائی گئی تھی جب کہ مریخ و عطارد اور دوسرے کروں میں آبادی کا امکان سمجھنے کے لیے انسان کو ۱۳ صدیاں درکار تھیں۔ اس وقت کا انسان اس چیز کو اتنا ہی مستبعد بلکہ ناممکن سمجھتا تھا جتنا آج کل کا انسان معجزات انبیاء کو ناممکن سمجھتا ہے۔ اگر اس وقت یہ کہا جاتا کہ آسمان

ہیں یہ باریک سے چمکتے ہوئے تارے جو تمہیں نظر آرہے ہیں یہ دراصل تمہاری زمین سے بھی بڑے کرے ہیں اور ان میں زمین ہی کی طرح آبادیاں ہیں تو لوگ اس کو ماننے کے لئے تیار نہ ہوتے اور نبی کے متعلق کہتے کہ یہ تو بالکل خلاف عقل باتیں کہتا ہے، بالکل اسی طرح جس طرح آج کل کے لوگوں سے جنت اور دوزخ اور میزان اور صراط کی باتیں کہی جاتی ہیں تو وہ ان کو خلاف عقل قرار دیتے ہیں۔ پس لوگوں کی جہالت اور ان کی ادنیٰ استعداد عقلی کا لحاظ کر کے حقیقت کو ایک ذرا سے استعارہ کے پردے میں بیان کیا گیا تاکہ ان کے لیے بالکل ہی ناقابل برداشت نہ ہو جائے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اسی مصلحت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ ان سے جب پوچھا گیا کہ ومن الارض مثلھن کی تفسیر کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ لو حدثتکم تفسیر ھذہ الایۃ لکفرتم وکفرکم تکذیبکم بھا "اگر میں تم سے اس آیت کی تفسیر بیان کردوں تو تم کافر ہو جاؤ گے۔ اور تمہارا کفر یہ ہوگا کہ تم آیت ہی کو جھٹلانے لگو گے" (رواہ مجاھد وسعید بن جبیر عن ابن عباس)۔

دوسری روایت جس کے متعلق سائل نے دریافت فرمایا ہے اس کا حوالہ انہوں نے نہیں دیا کہ ترمذی میں کس مقام پر ہے۔ راقم الحروف حافظ حدیث نہیں ہے، اور نہ اس کے پاس اتنا وقت ہے کہ کتب حدیث کی ورق گردانی کر سکے۔ جو لوگ سوال کی زحمت گوارا فرماتے ہیں وہ اتنی عنایت اور کیا کریں کہ حدیث کا پورا حوالہ دے دیں۔

ایک تنبیہ

ہمارے ایک نہایت محترم بزرگ اپنے ایک عنایت نامہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"شخصیت پرستی پر آپ کا استدراک بہت خوب ہے۔ ہر پہلو سے قابل داد۔ البتہ اس کے صنا و صلا کو ایک بار پھر پڑھ لیجیے بعض جذبات کے تحت میں جو مثالیں درج کی گئی

ہیں ان سے ہم جیسے نفس پرست بہت کچھ ناجائز فائدہ اٹھالیں گے۔ پہلی چیز "کذب" اور "کذاب" کے معنی ہیں۔ ہمارے ہاں یہ لفظ بطور گالی کے مستعمل ہوتے ہیں اور پڑھنے والا یہی سمجھے گا۔ حالانکہ عربی میں اس کا ایک محل صرف "خلاف تحقیق"، "غیر مطابق واقعہ" "تحقیق ناصواب" کا ہے۔ نخعی، حضرت ابن عمر وغیرہ کے اقوال میں میرے نزدیک صرف یہی معنی ہیں۔ وہ دوسروں کو اردو کے محاورہ میں "جھوٹا" نہیں کہہ رہے ہیں، بلکہ محض ان کی تحقیق کو غیر صائب بتا رہے ہیں۔

امام ابوحنیفہ نے اعمش کے متعلق جو کچھ فرمایا اس کا بھی جو مطلب اردو عبارت سے ظاہر ہو رہا ہے وہ امام پر زیادتی ہے۔ وہ غصہ میں اگر یہ نہیں فرما رہے کہ اعمش تو اس درجہ کا فاسق تھا کہ نہ کبھی روزہ رکھا، نہ غسل جنابت کیا بلکہ محض مسئلہ الماء من الماء کی غلطی کی اہمیت ظاہر کرنے کو تاسف کے لہجہ میں فرما رہے ہیں کہ اگر اس مسئلہ پر عمل ہوا تو روزہ اور غسل عمر بھر بھی ادا کیے جائیں، اکارت رہیں گے۔

آپکا جو اصل پائنٹ ہے وہ ان مثالوں کے بغیر بھی بالکل صاف و واضح رہتا ہے پھر خواہ مخواہ ایک نئے فتنہ کے احتمال کو بھی کیوں گوارا کیا جائے"۔

یہ تنبیہ ہمارے اس مضمون کے متعلق ہے جو صفر ۵۶ھ کے پرچہ میں "استدراک" کے زیر عنوان شائع ہوا تھا ہم دلی شکریہ کے ساتھ اس کو قبول کرتے ہیں۔ دراصل کوئی انسان خطا اور لغزش سے پاک نہیں ہے غلطی جس طرح دوسروں سے ہو سکتی ہے ہم سے بھی ہو سکتی ہے اور دیانت کا اقتضاء یہ ہے کہ جب ہم کو کسی لغزش پر متنبہ کیا جائے تو فوراً اپنی اصلاح کر لیں۔ حقائق کی تنقیح اور علم کی ترقی بغیر اس کے ممکن ہی نہیں کہ اہل علم ایک دوسرے کے کاموں پر تنقید کرتے رہیں، اور جن لوگوں پر تنقید کی جائے وہ علامیت کا پندار چھوڑ کر ایک طالب علم کی طرح استفادہ کی کوشش کریں۔ ہم نے ائمہ حدیث و فقہ کی باہمی چشمکوں کا

ذکر صرف اس غرض کے لیے کیا تھا کہ جو لوگ جرح و تعدیل کے علم کو بالکل یقینی سمجھتے ہیں ان کی غلط فہمی دور کر دی جائے۔ اس قسم کی مثالوں سے استدلال کرکے اگر کوئی یہ نتیجہ نکالے کہ اسماء الرجال کا عظیم الشان ذخیرہ بالکل ہی ناقابل اعتبار ہے، اور اس میں محدثین کرام نے رواۃ حدیث کے متعلق جتنی رائیں ظاہر کی ہیں وہ سب کی سب نفسانیت پر مبنی ہیں، تو یہ بڑی زیادتی ہوگی۔ انصاف یہ ہے کہ محدثین نے انتہا درجہ کی نیک نیتی اور غایت درجہ کی محققانہ صاف نظری کے ساتھ رجال حدیث پر تنقید کی ہے اور اشخاص کے معتبر یا غیر معتبر ہونے کے متعلق صحیح رائے قائم کرنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش جو ایک انسان کر سکتا ہے اس میں کوئی کسر انہوں نے اٹھا نہیں رکھی ہے لیکن جو بات انسان کی قدرت سے باہر ہے اس کی ان سے امید رکھنا غلطی ہے جن امور غیب تک انسان کا علم پہنچ ہی نہیں سکتا ان تک وہ کیسے پہنچ جاتے؟ اور جن کمزوریوں سے بشری علوم کا خالی ہونا ممکن ہی نہیں ہے آخر ان کا علم ان سے کیونکر خالی ہو سکتا تھا۔ اس حقیقت کو نظر انداز کرکے اگر کوئی شخص جرح و تعدیل کے علم پر بالکل ہی اعتماد کرے اور یہ سمجھ بیٹھے کہ رجال کے عدل، ضبط، حفظ اور ثقاہت وغیرہ کے متعلق جو رائیں ائمہ حدیث نے قائم کی ہیں وہ سب کی سب قطعی صحیح ہیں، تو یہ بھی ایک دوسری قسم زیادتی ہوگی۔ عدل کا طریق ان دونوں انتہاؤں کے وسط میں ہے اور وہ یہ ہے کہ جو حدیث تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچے اس کو روایت اور درایت دونوں کے معیار پر جانچ کر دیکھو۔ محدثین کی تحقیق سے بھی مدد لو، قرآن کے محکمات اور سنت کے متواترات و مشہورات پر بھی نظر رکھو، ائمہ مجتہدین کی آراء سے بھی استفادہ کرو۔ اور پھر خدا نے جو عقل اور سمجھ بوجھ تم کو عطا کی ہے اور آفاق و انفس کے متعلق جن معلومات سے تم کو بہرہ ور کیا ہے ان سے بھی کام لو۔ پچھلے علماء بھی یہی کرتے رہے ہیں اور اس زمانہ کے علماء کو بھی یہی کرنا چاہئے۔ نبی کے سوا کسی زمانہ کے انسانوں کی تحقیق دوسرے زمانہ کے انسانوں کو تحقیق سے بے نیاز نہیں کر سکتی۔

ایک شافعی مسلمان کی شکایت

بھٹکل سے ہمارے ایک شافعی بھائی لکھتے ہیں :—

"ترجمان القرآن کو ہزارہا شافعی مسلمان ذوق وشوق سے پڑھتے ہیں اور آپ کی مجتہدانہ رایوں کی دل سے قدر کرتے ہیں اور آپ کو بے تعصب سمجھتے رہے ہیں مگر افسوس کہ خیال سراب ثابت ہوا۔ محرم ۵۶ھ کے رسالہ کو دیکھنے سے معلوم ہوا کہ حنفی حضرات بحیثیت مجموعی چاہے جتنے بے تعصب نظر آئیں، مگر جب کوئی تذکرہ مقابلۃً کریں گے تو ساری رواداری کو طاق نسیان کی نذر کرکے اپنے اصلی خط وخال میں ظاہر ہوجائیں گے۔ اس صورت حال کی آپ کے بلند بانگ دعووں کی موجودگی میں بہت کم امید تھی۔ محرم ۵۶ھ کے پرچہ میں "دیہات میں نماز جمعہ" والا مضمون پڑھا تو حیرت واستعجاب کی انتہا نہ رہی۔ آپ کو حضرت امام شافعی ودیگر ائمہ کے اسماء مقدسہ کے سامنے کوئی تعظیمی جملہ تحریر کردینے میں بھی تامل ہے (ملاحظہ ہو ص ۲۷) حالانکہ آپ حضرت امام اعظم رحؒ کے اسم پاک اور ان کے شاگردوں کے مقدس ناموں کے آگے غیر ارادی طور پر رضی اللہ عنہ اور رضی اللہ عنہم کے تعظیمی کلمات کا بہ قصد سے اضافہ کرتے جاتے ہیں۔"

جواباً عرض ہے کہ یہ خاکسار اگرچہ فقہ میں امام ابوحنیفہ کے طریقہ کا متبع ضرور ہے، مگر تمام ائمہ سلف کو یکساں احترام کا مستحق سمجھتا ہے، اور کسی کو کسی کے مقابلہ میں بڑھانے یا گھٹانے کا خیال بھی کبھی اس کے دل میں نہیں آیا ہے۔ رہے تعظیمی کلمات تو سرکار رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور نام کے ساتھ ان کے التزام کا اہتمام میں نے نہیں کیا۔ بارہا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے نام بھی بغیر ان تعظیمی کلمات کے اس قلم سے نکل گئے ہیں۔ اس تساہل کو آپ میرا قصور کہہ سکتے ہیں، مگر یہ قصور عام ہے، کسی کے ساتھ خاص نہیں۔ اور یہ کلیہ قائم کرلینا بھی درست نہیں کہ ان کلمات کے بغیر کسی بزرگ کا نام لینا دراصل لکھنے والے یا بولنے والے

کے دل میں احترام نہ ہونے کی دلیل ہے۔

اس خط کا جواب ڈاک سے دیا جا سکتا تھا، مگر آج ہم کو اُن تمام شکایت ناموں کا ایک جامع جواب دینا ہے جو اس رسالہ کی چار سالہ زندگی کے دوران میں ہمارے نام آئے ہیں، اور جن کا جواب ہم نے ہمیشہ سکوت سے دیا ہے، اسی لیے اس خط کو شائع کر کے اس کا جواب دیا جا رہا ہے۔ ہمارے پاس اکثر اس قسم کے خطوط آتے رہتے ہیں جن میں چھوٹی چھوٹی باتوں پر بڑی بڑی شکایتیں کی جاتی ہیں۔ کوئی صاحب اس بات پر ناراض ہوتے ہیں کہ فلاں شخص (زندہ یا مردہ) کے مضامین رسالہ میں کیوں شائع کیے جاتے ہیں۔ کسی کی محض اس بات پر دل آزاری ہو جاتی ہے کہ فلاں شخص (مثلاً ابن القیم) کے لیے رحمۃ اللہ کیوں لکھا گیا۔ کوئی صاحب حکم لگاتے ہیں کہ تم وہابی ہو گئے ہو کیونکہ فلاں مسئلہ میں تم نے حضرات اہل طریقت سے اختلاف کیا۔ کوئی صاحب فرماتے ہیں کہ تم متعصب حنفی ہو کیونکہ فلاں مسئلہ میں تم نے حضرات اہل حدیث سے اختلاف کیا۔ ایک صاحب کی رائے میں ہم آزاد خیالی کے مجرم ہیں اور دوسرے صاحب کی رائے میں ہم پر قدامت پرستی کا الزام عائد ہوتا ہے۔ غرض جس کو اپنے مسلک اور اپنے خیالات کے خلاف کوئی چیز نظر آتی ہے وہ ایک عتاب نامہ ہمارے نام لکھ دیتا ہے۔ ہم ان حضرات سے عرض کرتے ہیں کہ آخر آپ لوگ اس قدر ذکی الحس کیوں ہو گئے ہیں کہ ذرا ذرا سی باتوں پر آپ کے جذبات کو ٹھیس لگ جاتی ہے؟ اور یہ تنگ دلی کیسی ہے کہ اپنی رائے کے خلاف کسی بات کے سننے کا تحمل بھی آپ میں نہیں؟ ہم نہیں کہتے کہ آپ ہماری ہر بات پر آمنا وصدقنا ہی کہا کریں۔ ہم کو یہ دعویٰ نہیں کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں وہی حق ہے اور اس کو مان لینا سب پر فرض ہے۔ ممکن ہے کہ ہم غلطی پر ہوں، اور آپ حق پر ہوں۔ اگر آپ ہمیں کسی مسئلے میں غلطی کرتے دیکھیں تو آپ کو حق ہے کہ ہمیں ٹوک دیں، اور راہ راست پر لانے کی کوشش کریں۔ لیکن یہ کام شکایت اور اظہار غیظ وغضب سے نہیں ہو سکتا۔ ذرا صبر و تحمل اپنے اندر پیدا کیجیے۔ آپ کی رائے کے خلاف جو شخص کچھ کہتا ہے اس کو ٹھنڈے دل سے سنیے اور انصاف کی نظر سے دیکھیے۔ اگر اس کی بات معقول ہو اور حق کے مطابق نظر آئے تو

اس بنا پر اس کو رد نہ کر دیجیے کہ پہلے سے جن خیالات پر آپ جمے ہوئے ہیں ان سے آپ کو محبت ہو گئی ہے اور اگر اسے آپ خلافِ حق سمجھیں تو دلیل و حجت سے اس کے قائل کو سیدھا راستہ دکھلائیے۔ ہم نے ان صفحات کو کبھی ان لوگوں کے لیے بند نہیں کیا جو ہماری رائے سے مختلف رائے رکھتے ہیں۔ یہاں تو سخت ملحدوں اور دہریوں اور غیر مذاہب والوں کے لیے بھی جگہ موجود ہے۔ اگر ہم مخالفین کی آواز کو دبانے کی کوشش کرتے تو البتہ شکایت جائز ہوتی۔ مگر جب کہ ہر اختلاف کرنے والے کے لیے یہاں بحث و استدلال کا موقع ہے تو کیا وجہ ہے کہ آپ احقاقِ حق کی کوشش نہیں کرتے، اور اپنی قوتِ تحریر کو عتاب نامے لکھنے میں ضائع کرتے ہیں؟

خریداران قاسم العلوم کی خدمت میں ضروری اطلاع "قاسم العلوم" کے بجائے

سلطان العلوم

رسالہ قاسم العلوم کی اشاعت کے التوا سے جہاں احقر کو حد درجہ رنج و ملال تھا وہیں خریداران قاسم العلوم کے آئے ہوئے خطوط سے ان کی رسالہ سے دلچسپی اور ان کے دلی اندوہ و ملال کا احساس ہوا۔

لیکن جن مجبور کن حالات کے ماتحت رسالہ کی اشاعت روک دی گئی ان کا صحیح علم خدائے علیم و قدیر کو ہی ہے تاہم اپنے تبلیغی و مذہبی جذبات اور احباب کرام کے تقاضوں اور اصرار سے مجبور ہو کر جدید و مستحکم انتظامات کے ساتھ پھر رسالہ جاری کرنے کا عزم کر لیا گیا ہے لیکن چند ایسے وجوہات اور بعض قانونی مصالح و مصالح کی بنا پر قاسم العلوم کا اجرا سلطان العلوم کے نام سے کرنا پڑا ہے اور اسی نام سے جدید ڈیکلریشن داخل کیا گیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ رسالہ سلطان العلوم اپنے جدید انتظامات کے ماتحت قاسم العلوم کا نہ صرف نعم البدل ہوگا بلکہ اس کا دور ثانی دور اول سے زیادہ شاندار اور کامیاب ثابت ہوگا۔ رسالہ عنقریب سرکاری منظوری اور رجسٹر نمبر موصول ہونے پر انشاء اللہ تعالیٰ شائع ہو کر خریداران قاسم العلوم کی خدمت میں حاضر ہوگا امید ہے کہ ناظرین کرام اس نام کی تغیر و تبدیل کو منجانب اللہ تصور فرما کر معاف فرمائیں گے اور سلطان العلوم کو قاسم العلوم کی جگہ قبول فرما کر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں گے۔ آئندہ مراسلت دفتر سلطان العلوم دیوبند یوپی کے پتہ پر تحریر فرمائیے۔ خاکسار عتیق احمد مہتمم سلطان العلوم دیوبند یوپی۔